

نہر سونیز کا پراجیکٹ حضرت عمرؓ کے زمانے میں

از جناب محمد حمید اللہ صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (عثمانیہ) ریسرچ اسکالر

اپنے زیر تیاری مقالے کا مواد فراہم کرتے ہوئے مختلف چیزوں سے دو چار ہونا ناگزیر تھا۔ ایسی ہی دو ایک باتیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

تاریخ کبیر ذہبی (غیر مطبوعہ) جلد اول دیکھ رہا تھا۔ ۱۷ھ کے واقعات پیش نظر تھے۔ یکا یک یہ عبارت نظر سے گزری۔

”جاء كتاب عمرو بن العاص الى عمر في الاستعانة ان البحر الشامي حضر لمبعوث رسول الله صلى الله عليه وسلم حفيراً فصب في البحر العذاب فافسده الرؤم والقبط فان احببت ان يقوم سعر الطعام بالمدينة كسعره بمصر حفرت لهم نهراً وبنيت لهم قناطر. فكتب اليه عمر ان افعل وعجل ذلك. فقال له اهل مصر خراجك زاج وامرك زاج. هذا انكسر الخراج فكتب بذلك الى عمر فكتب اليه عمر اعمله وعجل خرب الله خراج مصر في عمران المدينة فعاجله عمرو وهو القلزم فكان سعر المدينة كسعر مصر ولم يزد ذلك مصر الا راء حتى حبس عنهم البحر مع مقتل

عثمان فذل اهل المدينة وتناصروا.....

ذہبی نے یہ روایت طبری کے حوالے سے لکھی ہے چنانچہ تاریخ طبری (ج ۵ صفحہ ۵۷۷) طبع لائین) میں لفظ بہ لفظ اس عبارت کا ہونا مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

- ۱۔ بحر شام کو آنحضرت ﷺ کی بعثت۔ (۱۳ قبل ہجرت) کے زمانہ میں ایک نہر کے ذریعہ سے ملایا گیا تھا۔ مگر اسے عمرو بن العاص فاتح مصر نے اپنے زمانہ میں ناکارہ پایا۔
- ۲۔ عمرو بن العاص نے تحریک کی کہ انہیں ایک نہر کھدانے کی اجازت دی جائے۔ اس سے مدینہ منورہ کو غلہ بھیجنے میں سہولت ہوگی۔
- ۳۔ مصریوں نے اس بنا پر مخالفت کی کہ اس سے مصر کی مال گزاری گھٹ جائے گی مگر حضرت عمرؓ نے مفاد عامہ کو سرکاری آمدنی پر ترجیح دی اور بعد میں مصریوں کا یہ خوف بے جا بھی ثابت ہوا۔

۴۔ عمرو بن العاصؓ نے قلزم سے یہ نہر ملا دی۔

۵۔ حضرت عثمانؓ کے آخر عہد تک یہ نہر کارآمد رہی۔

دریائے نیل چونکہ بحر شام (متوسط یا میڈی ٹرے نین) میں گرتا ہے اس لئے اگر دریائے نیل کو بحیرہ احمر سے ملا دیا جائے۔ تو چھوٹے چھوٹے جہاز بہ آسانی بحیرہ متوسط سے بحیرہ احمر آ جاسکتے ہیں۔ راہ میں چند جھیلوں کی موجودگی نے اس کام کو آسان تر کر دیا۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ قبل اسلام بھی دریائے نیل کو بحیرہ احمر سے کئی بار ملایا گیا ہے۔ اس کے آثار اب تک موجود ہیں (دیکھئے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا عنوان ”سوئز کینال“)

از راہ کرم مولانا سید سلیمان ندوی نے ایک خط میں لکھا ہے کہ

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ (طبری کے) راوی سے غلط فہمی ہوئی بحر روم کو سوئز سے قلزم میں ملانے کی تجویز حضرت عمرؓ نے رد کر دی تھی۔ اور بحر (؟ نہر) نیل کو دریائے (؟ بحر) قلزم سے ملانے کی تجویز پر عمل کیا گیا جس کا نام نہر امیر المؤمنین پڑا تھا۔“

اس کے بعد آپ نے وہی حوالے دیئے ہیں جو شبلی کی الفاروق میں مجھے ملے۔ مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ دونوں میں کوئی تضاد یا تصادم نہیں۔ یہ دریائے نیل اور بحیرہ احمر (جو بحیرہ قلزم بھی کہلاتا ہے) کے مابین قابل جہاز رانی نہر بنادی جائے تو بھی دریائے نیل کے دہانے کی راہ وہی مقصد حاصل ہو سکتا ہے جو براہ راست بحیرہ احمر اور بحیرہ متوسط کو ملانے سے۔ مگر یہ زیادہ مصارف چاہتا ہے۔

مگر ابھی کچھ فیصلہ کرنے سے قبل مزید تحقیقات کرنی چاہئے۔ سیوطی نے ”حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة“ جس میں رطب و یابس ہر قسم کی چیزیں جمع ہیں۔ ”ذکر حفرة طنج لمير المؤمنين“ کے عنوان کے تحت جو باتیں درج کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۷ھ کے مشہور قحط کے زمانہ میں گورنر مصر عمرو بن العاص کو ”غوشاہ ثم یا یا غوشاہ“ ”مد مد“ کی پر جوش اپیل دربار خلافت سے پہنچی اس کے جواب میں عمرو بن العاص نے ”یا بلیک یا بلیک“ ”حاضر حاضر“ کہا اور لکھا کہ ”میں اتنے اونٹوں پر غلہ بھیج رہا ہوں کہ اس کی قطار کا پہلا اونٹ مدینہ منورہ پہنچے گا تو آخری اونٹ نکل رہا ہوگا حضرت عمرؓ نے اس کے بعد پھر خود ہی ایک نہر کی تجویز کی۔ اور یہ خط بھیجا۔

”یا عمرو! ان الله قد فتح على المسلمين مصر وهي كثيرة الخير والطعام وقد القى في روعي لما احببت من الرفق باهل الحرمين والتوسعة عليهم“ ان احضر خليجا من نيلها حتى يسيل في البحر فهو اسهل لما نريد من حمل الطعام الى المدينة والمكة فان حمله على الظهر يبعد ولا نبلغ معه ما نريد فانطلق انت واصحابك فتشاوروا في ذلك حتى يعتدل فيه رأيكم۔“

(بحوالہ سیوطی ایضاً ص ۷۳ جلد اول)

عمرو بن العاص نے مصریوں سے تذکرہ کیا تو یہ ان پر گراں گزرا۔ انہوں نے کہا اس سے مصریوں کو نقصان ہوگا۔ آپ خلیفہ کو لکھ بھیجے کہ یہ نامناسب اور ناقابل عمل اور ناممکن ہے۔ حضرت عمر کو اطلاع مل گئی تھی۔ انہوں نے قاصد سے کہہ دیا کہ کہ کیا مصریوں نے ایسا نہیں کہا تھا؟ آخر دربار خلافت

کی تاکید پر۔

احتفر الخلیج الذی فی حاشیة الفسطاط الذی یقال له خلیج امیر

المومنین.....“

(فسطاط کے متعلق شبلی نے لکھا ہے کہ وہ جبل مقطم اور دریائے نیل کے درمیان واقع تھا) (الفاروق) گویا قاہرہ کے قریب اور اس کے جنوب میں تھا۔ (نیل سے قلم کو ملایا گیا اور ایک سال کے اندر ہی کشتیاں آنے جانے لگ گئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک یہ راستہ مستعمل رہا۔) (سیوطی)

سیوطی نے اسی کتاب میں ایک دوسری روایت میں لکھا ہے کہ پہلے عمرو بن العاص نے خط لکھا کہ ”آپ واقف ہیں کہ اسلام سے پہلے ہمارے پہلے (عربوں کے) پاس کشتیاں آتی تھیں جن میں مصری تاجر ہوتے تھے۔ جب ہم نے مصر فتح کیا تو یہ ”خلیج“ یعنی نہر بند ہو گئی۔ اور تاجروں نے اسے چھوڑ دیا۔ اگر آپ چاہیں تو ایک نہر کھدوا سکتے ہیں جس میں ہماری کشتیاں چلیں اور حجاز کو غلہ بھیجا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اچھا۔“

ایک تیسری روایت اسی کتاب میں ہے کہ ایک قطبی (مصری عیسائی) نے عمرو بن العاص سے کہا کہ اگر اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے۔ تو وہ بتا سکتا ہے کہ کس جگہ سے کشتیاں مصر سے حجاز تک لے جائی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے مدینہ لکھا تو حضرت عمرؓ نے بھی اس کا جزیہ معاف کرنا منظور کر لیا۔ بعد ازاں پہلی کشتی جو مصر سے آئی اسے دیکھنے کے لئے آپ مدینہ سے ساحل سمندر تک تشریف لائے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں نہر سوئز کے متعلق لکھا ہے کہ ہارون رشید بحیرہ متوسط اور بحیرہ احمر کو ملانا چاہتا تھا مگر اس خیال سے رک گیا کہ (رومی) جہاز اس مخرج کو دیکھ کر فائدہ اٹھائیں گے اور وہ جنگی نقطہ نظر سے خطرے سے خالی نہیں۔

ممکن ہے ہارون رشید کے زمانے میں بھی ایسا ہوا ہو خود انگریزوں نے بھی دلا سیپس کی اسکیم کی اسی بنیاد پر مخالفت کی تھی کہ ہندوستان کو خطرہ ہے آخر انگریزوں کی مخالفت کے باوجود نہر کھد گئی۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا بھی یہی خیال تھا اور بحیرہ احمر اور بحیرہ متوسط میں راست نہر کے وہ مخالف تھے۔ چنانچہ ابوالقداء نے اپنی جغرافیہ تصنیف تقویم البلدان ص ۱۰۶ طبع پاریس (میں شہر فرما کے تحت لکھا ہے:

”الفرما بلدة على شاطئ بحر الروم خراب وعن ابن سعيد عند
الفرما يقرب بحر الروم من بحر القلزم حتى يبقى بينهما نحو سبعين
ميلا. قال وكان عمرو بن العاص قد اراد ان يخرق ما بينهما في
مكان يعرف الى الان بذب التماسح فنها عمر بن الخطاب رضى
الله عنه وقال كانت الروم تتخطف الخجاج.“

خلاصہ مطلب اس کا یہ ہے کہ فرما بحر متوسط پر ایک غیر آباد شہر ہے۔ یہاں سے بحیرہ احمر صرف
ستر میل رہ جاتا ہے۔ عمرو بن العاصؓ ذنب التماسح نامی مقام سے نہر کھدوا کر دونوں سمندروں کو ملانا
چاہتے تھے۔ مگر حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں شاید رومی حاجیوں کو اچک لے جائیں۔“

نہر سوز کی حالیہ تاریخ، اس کا بین الاقوامی معاملات پر اثر وغیرہ کا ذکر یہاں شاید غیر متعلق

ہے۔

—————